

# وسپہانی جمعہ

نویں لکھنؤ

علم العربیہ کی روشنی میں قرآن و حدیث کی روشنی میں

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی و بیروت

[www.FazAhmedDwaisi.com](http://www.FazAhmedDwaisi.com)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

# دیہاتی جمعہ

ہفت روزہ

شس المصطفین باقیہ الوقت فیض ملت، مقرر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

○ ○ ○ ○ ○

○ ○ ○ ○ ○

○ ○ ○ ○ ○

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال:

(۱) جمعہ کی کل کتنی رکعت ہیں؟

(۲) جمعہ نفل ادا کرنے سے نماز ظہر کے فرض ضروری ہیں یا جمعہ نفل کیا ہے؟

(۳) کتنی آبادی میں جمعہ فرض ہے آج کل گاؤں میں شریعت کو رعیت کیا ہے جبکہ آبادی چار ہزار میں ایک مسجد ہو؟

(مجاہز اور مولانا محمد سعید احمد اویسی سرور والی، جزا احوال)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

الجواب: (منہ الہدایۃ والصراب)

(۱) جمعہ فرض ہے نص قطعی سے ثابت ہے۔ جمعہ کی نماز فرض ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ مرد ہونا، آزاد ہونا،

تندرست ہونا، متم ہونا۔ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، غلاموں پر فرض نہیں، جو بیمار ہو یا اس کے ہاتھ پاؤں سلامت نہ ہوں،

مسجد میں نہیں آسکتا ہو اس پر فرض نہیں، قیدیوں پر فرض نہیں، مسافروں پر فرض نہیں۔

اس کی صحت ادا کے لئے یہ شرطیں ہیں۔ شہر ہو گاؤں میں صحیح نہیں، بادشاہ یا اس کا نائب ہو اگر مسلمان اپنے

اتفاق سے کسی عالم دین کو جمعہ پڑھانے کے لئے مقرر کریں تو وہ بھی بادشاہ یا اس کے نائب کے قائم مقام ہوگا۔ ظہر کا

وقت ہو اس کے بعد صحیح نہیں، خطبہ ہو اس کے بغیر بھی صحیح نہیں، جماعت ہو اس کے بغیر صحیح نہیں۔

جب کسی جگہ شرائط وجوب اور شرائط ادا ہوں تو جمعہ اس وقت ظہر کے قائم مقام ہوگا یا اس کا مسقط (نزل کی جگہ)

اس کی دو رکعت فرض ہیں۔ چار سنتیں اس سے پہلے اور چار سنتیں اور دو سنتیں کل چھ سنتیں بعد جمعہ۔

(۲) جمعہ نفل کوئی شے نہیں البتہ جہاں جمعہ کی صحت ادا میں شک ہو۔ وہاں احتیاطاً ظہر ہے اس کی تفصیل آتی ہے۔

(۳) ڈر مختار میں ہے

ہی فرض عین یکفر جاہلہا بشوقہا بالدلیل القطعی۔

ترجمہ: یہ فرض عین ہے اس کا منکر کافر ہے اس لئے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

احناف کے نزدیک جمعہ کی اقامت کے لئے مصر (شہر) شرط ہے۔

یعنی شرح بخاری میں ہے

ومذهب ابی حنیفة انه لاتصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القرى  
ترجمہ : اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ جمعہ مصر جامع یا مصلیٰ مصر کے بغیر جائز نہیں اور دیہات  
میں جمعہ جائز نہیں۔

**مصر "شہر" کی تعریف**

مصر (شہر) کی تعریف میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

(۱) یہ یہ میں ہے

هو كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود وهذا هو ظاهر الرواية۔

ترجمہ : جہاں ایسا امیر و قاضی (حاکم) ہو جو اقامت حدود پہ قادر ہو اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔

(۲) شرح وقایہ میں ہے

وهو ما لا یسع اکبر مساجده المکلفین بها وهو المفتی به۔

ترجمہ : مصر وہ جگہ ہے جہاں کی بڑی مسجدیں مکلفین (بالین) سے پڑھ سکے۔

(۳) حضرت علامہ محمد حسن فاروقی مجددی معاصر امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

در مصر اختلاف بسیار است

ترجمہ : مصر کی تعریف میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

مذکورہ بالا دو قول نقل کر کے چند دیگر نقل فرماتے ہیں:

علما حی نو یسند کہ مصر آنرا گویند کہ در اہل حرفہ موجود باشند۔

ترجمہ : مصر اسے کہتے ہیں جہاں اہل حرفت (کارگر) رہتے ہوں۔ (کوہار، درکان، مسری) موچی وغیرہ وغیرہ۔

(۳) بعضہ وئی گویند کہ مصر آب شہر را گفتمہ می شود کہ در او رندہ

ہزار مرد مکلف موجود باشند۔

ترجمہ : بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ مصر اس شہر کو کہا جاتا ہے جس میں کم از کم دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرد مکلف ہوں۔



(۵) بعض می گویند کہ مصر آن شہر را مفتہ می شون کہ در عرف نام  
آب در شہر ہا شمار دہ شون چوب بغداد و بخارا۔

**ترجمہ:** بعض فرماتے ہیں کہ مصر اس شہر کو کہا جاتا ہے جو عرف میں شہر مشہور ہے جیسے بغداد، بخارا وغیرہ۔

### خلاصہ

فقہاء کے اسی اختلاف کے پیش نظر بعض نے شہر کی شرط مفتود (ناپید) سمجھ کر جمعہ ہی ختم کر ڈالا ایسے حضرات اگرچہ  
قابل احترام تھے لیکن جمہور نے ان کا قول غیر معتبر سمجھ کر قبول نہ کیا بلکہ ان کی تردید میں ضخیم تصانیف و رسائل تحریر  
فرمائے۔ اس کی تفصیل فقیر نے ”حسن القری فی الجمعۃ فی القریٰ“ میں لکھی ہے۔

### دور حاضرہ کے جمععات

آج کل شرعی امور میں بے راہ روی ہے۔ کوئی کسی کی نہیں مانتا جہاں جی چاہا جمعہ مقرر کر لیا۔ شرائط کی کوئی پرواہ  
نہیں وہابیوں غیر مقلدوں کے نزدیک بستیوں میں جمعہ جائز ہے ان کے شرعے بچنے کے لئے ہمارے سنی برادری مجبوری  
سے جمعہ شروع کر دیتے ہیں ان کے لئے فقیر اویسی نے وہی کہتا ہے جو ہمارے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ  
فرما گئے۔ بھ اللہ اہل انصاف و علم صاف جان جائیگے کہ حق سے مجاہد نہیں۔ ہم نہ اس کے خلاف عمل کر سکتے ہیں نہ  
زرنہار مذہب ائمہ مذہب چھوڑ کر دوسری بات پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ مگر دربارہ (دور ہوائے) عوام کے لئے فقیر کا طریق  
کار عمل یہ ہے کہ ابتداءً خود انہیں منع نہیں کرتا نہ انہیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش رکھتا ہے۔ ایک روایت پر صحت ان  
کے لئے بس ہے وہ جس طرح خدا جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کا نام لیں قیمت ہے۔ مشاہدہ ہے کہ اس سے روکے تو وہ  
وقتی چھوڑ بیٹھتے ہیں آخر میں اہل علم کو اغتہا فرمایا کہ یہ عوام کمال انصام کے لئے ہے البتہ وہ عالم کہلوانے والے کو مذہب  
امام بلکہ مذہب جملہ ائمہ حنفیہ کو پس پشت ڈالتے صحیحات، جماہیر ائمہ ترجیح و فتویٰ کو پیٹھ دیتے اور ایک روایت نہ سادہ  
مروجہ مروجہ عنہا غیر صحیح کی بناء پر ان جہاں کو وہ (دیہات) میں جمعہ قائم کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ  
ضرور مخالفت مذہب کے مرکب اور ان جہلاء کے گناہ کے ذمہ دار ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۳، صفحہ ۱۲۷)

### انتباہ

علماء و مشائخ اور دین کے در در کھنے والے حضرات شرائط کے فقدان پر جمعہ قائم شدہ کو بند کرنے کے بجائے عوام کو  
اپنے حال پر رہنے دیں اور خود اپنی نماز ظہر ترک نہ کریں اور جہاں شرائط کا انتباہ ہے وہاں احتیاطاً الظہر پڑھیں جس کی

تفصیل آتی ہے۔

## فیصلہ حق

مذکورہ بالا اقوال کے اختلاف کی بناء پر محققین نے احتیاط الظہر کا حکم فرمایا یعنی ادائیگی جمعہ کے بعد چار رکعت مطلق (فرض نفل) نیت ذیل سے پڑھے

نویت اربع رکعات آخر ظہر ادر کتہ ولم اصلہ بعد

**ترجمہ :** میں نے اُن چار رکعت کی نیت کی ہے جو آخری ظہر جسے میں نے پایا لیکن ابھی تک نہ پڑھ سکا۔

## اقوال الانمہ والفقہاء

مذکورہ بالا اقوال صرف فقہائے احناف کے ہیں۔ ائمہ غیر احناف (رہم اللہ) میں بھی شہر کی تعریف میں اختلاف ہے چنانچہ علامہ یعنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں

واختلف العلماء فی الموضع الذی تقام فیہ الجمعة فقال مالک کل قریة فیہما مسجد او سوق فالجمعة واجبة علی اهلها ولا یجب علی اهل العمود و ان کثر والانہم فی حکم المسافرین وقال الشافعی واحد کل قریة فیہا اربعون رجلاً احرار بالغین عقلاء مقیمین بہا لا یظعنون عنہا صیفاً ولا شتاء الا ظعن حاجة فالجمعة واجبة سواء کان البناء من حجر و خشب او طین او قصب او غیر ما الخ۔ (عمدة القاری شرح البخاری فی باب الجمعة فی القری)

**ترجمہ :** جہاں جمعہ قائم کیا جائے اُس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہر وہ بستی جس میں مسجد یا بازار ہو۔ اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے لیکن اہل عمود پر جمعہ واجب نہیں اس لئے کہ وہ مسافروں کے حکم میں ہیں۔ امام شافعی و امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا کہ جس بستی میں چالیس (۴۰) آزاد بالغ مرد عقلاء موجود ہوں وہ وہاں سے سردیوں، گرمیوں میں قلب مکانی نہ کرتے ہوں سوائے ضرورت شدیدہ کے جب اتفاقی طور واقع ہو تو اُن لوگوں پر جمعہ واجب ہے۔ خواہ اُن کی رہائش مکان (چرواہوں اور کئی امتوں سے تیار شدہ وغیرہ ہوں) یا کچے یا چھپر وغیرہ۔

## تطبیق

اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں اختلاف الائمہ والعلماء ہو وہاں ایسے قول پر عمل کیا جائے جو دوسرے ائمہ کے اقوال کی بھی رعایت ہو جیسا کہ وضو کے مسائل میں ذکر مختار کتاب الطہارۃ فی بحث توافض الوضوء میں ہے



لا ينقضه مس ذكر لكن يده ندنا وامرأة و امرء لكن يندب الوضوء للخروج من الخلاف -  
(ای خلاف الشافعی رحمہ اللہ)

**ترجمہ :** اپنے ذکر (عصرتا صل) کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہاتھ کو دھوئے یہ نہ پاتا ہے ایسے ہی عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگ جائے وضو نہ ٹوٹے گا ہاں وضو کرنا مندوب ہے تاکہ خلاف سے نکل جائے۔  
یعنی وہ خلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور ہے کہ اُن کے نزدیک ذکر، عورت اور بے ریش کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

### فائدہ

اس قاعدے کی بے شمار مثالیں کتب فقہ و اصول میں موجود ہیں۔

### ثبوت احتیاط الظہر

قاعدہ مذکورہ کی وجہ سے مصر کی تعریف میں فقہاء دائرہ اور احناف کا اختلاف ہے اگرچہ بعض کے قول کے نزدیک شرح وقایہ معتبر اور مفتی بد ہے چنانچہ بحر الرائق وغیرہ میں ہے اسی لئے جن بڑے دیہات میں جمعہ پڑھایا جاتا ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے کیونکہ جو تعریف صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اُس کے لئے ادائیگی جمعہ میں شک ہی نہیں۔ جب اس کے شرائط موجود ہوں جس دیہات میں بعض شرائط ہوں اور بعض نہ ہوں تو بھی جمعہ کی ادائیگی مشکوک ہوگئی۔ ایسے ہی شہر میں ایک جمعہ ادا کیا گیا دوسری مساجد میں جمعہ کی ادائیگی کا حال ہے اگرچہ ہمارے نزدیک شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ المبارک جائز ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں

تودی الجمعة في مصر واحد في مواضع كثيرة وهو قول ابن حيفة وبه نأخذ هكذا في

البحر الرائق وعممي -

(ہدایہ، جلد ۱، صفحہ ۱۶۶، دعا لکیری، جلد ۲، صفحہ ۷۱۱ وغیرہ وغیرہ)

**ترجمہ :** ایک ہی شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ جائز ہے یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے یعنی ہم اس قول کو لیتے ہیں۔

### لطیفہ

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک شہر کتنا ہی کیوں نہ بڑا ہو صرف ایک مسجد میں جمعہ جائز ہوگا اور جمعہ کے لئے اُن

کے ہاں شہر کی شرط غلط ہے اسی لئے وہ چھوٹی بڑی بہتی میں جمعہ کی فرضیت کے قائل ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقہی کتاب ”احسن القرئی“

## خلاصہ الجواب

مذکورہ بالا دو قاعدوں اور احادیث صحاح و کتب فقہ و فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ جمعہ مجموعہ شرائط مسقط ظہر ہے بلا شرائط ہرگز مسقط ظہر نہیں ہو سکتا اور جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کتب میں مسطور ہے

ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی امصر او غیره و اقام اهله الجمعة ان يصلوا بالجمعة اربع رکعات وبنوا الظہر حتی لو لم تقع الجمعة موضع ما یخرج عن عہدة فرض الوقت هكذا فی المحيط وفتح القدير وفتاوی جواهر الفتاوی و بدر السعادة و التاتارخانیہ و ابراہیم شاہ و جامع الفتاوی و الکافی و فتاوی عتاییہ و فتاوی خزائنہ المقتنین و خزائنہ العلوم و فتاوی المحمدیہ ان وقع الشک فی المصرو فلیصلوا اربعاً فرض وقت بعد الفراغ من صلوٰۃ الجمعة الخ۔

**ترجمہ :** جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جواز میں جیسے مصر کی تعریف وغیرہ میں اگر وہاں کے لوگ نماز جمعہ ادا کریں لیکن اس کے بعد چار رکعت دیگر فرض پڑھیں تاکہ جمعہ نہ ہو تو فرض وقتی (عمر) سے یعنی طور برأت ہوگی۔

## احتیاط الظہر

احتیاط الظہر دفع شک کے لئے پڑھی جاتی ہے کیونکہ ہمارے ملک پاکستان میں ادائے جمعہ کے شرائط جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکے ہیں۔ بعض اس ملک میں پائے جاتے ہیں اور کچھ نہیں پائے جاتے چنانچہ بادشاہ مسلم یا اس کا نائب اور حدود شرعیہ کا جاری ہونا اور مصر ظاہر روایت میں اس شہر کو کہتے ہیں جس میں بادشاہ یا نائب بادشاہ حدود شرعیہ جاری کرے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ متعدد جگہ ایک شہر میں جمعہ پڑھنا اکثر علماء دین کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ مکہ و مدینہ طیبہ میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھایا جاتا تھا۔ اسی لئے بعض علمائے دین نے کہا ہے کہ اگر کئی جگہ شہر میں جمعہ پڑھا جائے تو جنہوں نے پہلے پڑھ لیا ہوگا اُن کا جمعہ ادا ہو جائے گا۔ باقی تمام ظہر کی نماز ادا کریں اگر سب شک



کریں کہ پہلے کون سی جگہ ہوا تو اس صورت میں تمام ظہر کی نماز دوبارہ ادا کریں چنانچہ میزان اشعرائی میں ہے

ومن ذلك قول الائمة الاربعة لايجوز تعدد الجمعة في بلد۔

**ترجمہ:** یعنی اس مسئلہ میں چاروں اماموں کا قول ہے کہ کسی جگہ میں ایک شہر میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

جبکہ ایک جگہ جمعہ ہوتا ہو اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جنہوں نے پہلے پڑھا ہے اُن کا ہوگا اور احتیاط الظہر کا حکم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور صاحبین کے ہم پلہ ہیں سے اور صحابہ تابعین سے مروی ہے چنانچہ کتاب رد المحتار یعنی شرح ہدایہ جلد دوم صفحہ ۱۰۶ میں ہے کہ

لما ابتلى اهل المصر باقامة الجمعتين بها مع اختلاف العلماء في جوازها امروا باقامتهم باذع الاربعة بعد الجمعة احتياطاً واختلفوا في نيتها قيل ينوي الظهر يومه وقيل اخر ظهري عليه وهو الا حسن وقيل الا حوطان يقول نويت اخر ظهري اذ ركت وقته ولم اصله بعد وقال الحسن اختياري ان يصلي الظهر بهذه النية ثم يصلي اربعة نية السنة الخ۔

**ترجمہ:** شہر میں جب لوگ دو جگہ جمعہ پڑھنے میں مبتلا ہوئے حالانکہ اس مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف تھا اور حکم دیا گیا کہ تم لوگ جمعہ پڑھو لیکن اُس کے بعد چار رکعت ظہر احتیاطاً ادا کر لیا کرو اور اس کی نیت میں بھی اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ اس روز کی ظہر پڑھے، بعض نے کہا کہ یوں کہے کہ آخر ظہر کی نیت جس کا میں نے وقت پالیا اور ابھی اس کو پڑھا نہیں اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بہت پسندیدہ امر ہے کہ ظہر اسی طور سے پڑھے پھر چار رکعت سنت پڑھے۔ گویا یہ روایت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کیونکہ جو روایات اُن کے شاگردوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب امام صاحب سے مروی ہیں۔ (رد المحتار، صفحہ ۳۶)

صاحب بحر الرائق ورد المحتار وفتح القدير وميزان اشعرائی نے بوجہ مفقود ہونے شرائط کے دوبار احتیاط الظہر کو پڑھنا واجب لکھا ہے اور فتاویٰ خانیا اور صاحب بحر الرائق نے بھی لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی و ابراہیم بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم جو صحابی تابعین سے ہیں جب دیکھتے اپنے امیروں کو ظالم یا کوئی شرط مفقود تو جمعہ کے اَوَّل یا اس کے پیچھے بطور خفیہ ظہر کو ادا کرتے۔

ولذلك تاويلان وحكى في الظهريه والخانية عن ابراهيم النخعي و ابراهيم ابن مهاجر انهما كانا

یتکلفان وقت الخطبة فقیل لایراهم نخعی فی ذلك فقال انی صلیت الظهر فی داری ثم رحت الی الجمعة تقیة ولذلك تا ویلان احد هما ان الناس کانوا فی ذلك الزمان فریقین منهم لایصلون الجمعة لانه کان لایری الجائرا سلطاناً و سلطانهم یومئذ کان جائراً فانهم کانوا لایصلون الجمعة من اجل ذلك و کان فریق منهم یتروک الجمعة لان السلطان کان یؤخر الجمعة عن وقتها فی ذالک الزمان فکانوا یتون الظهر فی دارهم ثم یصلون مع الامام و تجعلونها مباحة ای نافلة۔ (قاضی خاں)

### فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اصحاب تابعین میں سے بھی سلطان جائز ہونے کی وجہ سے جمعہ کو ترک کر کے صرف ظہر ادا کرتے تھے۔ بعض ظہر کو خفیہ طور پر ادا کر لیتے اور جمعہ ظلی طور پر پڑھتے اور علاوہ ازیں کتب فقہ معتبرہ مثل فتح القدیر و شامی و عالمگیری وغرائب التفسیر یہ دقتیہ و معنی شرح ہدایہ و شرح ستر السعادت و نہر الفائق و فتاویٰ رحمانیہ و مجمع البحار وغیرہ میں لکھا ہے:

ان وقع الشك في المصر فليصلوا ربعا فرض الوقت بعد الفراغ من صلوة الجمعة واختلفوا في النية والصحيح ان يقول صلى الله تعالى اربع ركعات صلوة الظهر التي ادركت ولم اصله بعد الخ۔

**ترجمہ:** جب شک پڑ جائے مصر میں تو لوگ چار رکعتیں پڑھیں فرضی وقت کے پیچھے نماز جمعہ کے اور اختلاف کیا انہوں نے نیت میں اور صحیح یہ ہے کہ کہے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ کے چار رکعت نماز ظہر جو میں نے پائی ہے اور نہیں پڑھی۔

### سوال

ایک بار فریضہ ادا کر کے دوبار پڑھنا ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لا یصلی بعد صلوة مثلها

**ترجمہ:** نماز پڑھنے کے بعد ویسی ہیئت پر نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

### جواب

علمائے دین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حدیث مذکور کی تشریح میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ اس سے مراد محلہ کی مسجد ہے کہ اس میں ایک بار جماعت کے بعد دوبار جماعت نہ ہو۔ (یعنی شرح کنز)

لیکن اگر ہیئت بدل لے جائے مثلاً امام کی جگہ دوسری جگہ جماعت ہو تو یہ جماعت جائز ہے (رد المحتار) اسے جماعت ثانیہ کہا جاتا ہے اہل سنت کا اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کا رسالہ مشہور ہے فقیر اویسی نے اُن کے فیض سے رسالہ لکھا "برعت ثانیہ کا ثبوت" جو "فیض عام" ماہنامہ (جامعہ اویسیہ بہاولپور) میں قسط وار شائع ہوا۔

## صلوٰۃ الشک کا ثبوت

(۱) صحابہ کرام اگر تمہا نماز کو ادا کر لیتے تو پھر اگر جماعت مل جاتی تو اسی نماز کو دوبارہ امام کے ساتھ پڑھ لیتے۔

(۲) حضور صحابہ کرام کو دوسری جماعت میں شمولیت کی تعلیم دیتے۔

(۳) صحابہ کرام کو نماز میں کسی طرح کا شک پڑ جاتا تو اُس نماز کو دوبارہ ادا کر لیتے۔ چنانچہ اری و نسائی

مشکوٰۃ میں بروایت ابو سعید خدری مروی ہے کہ دو صحابی سفر میں نکلے اور اُن کو پانی نہ ملا دونوں نے تیمم

کر کے نماز پڑھی۔ بعد نماز ادا کرنے کے اُن کو اسی وقت پانی ملا اور ایک نے وضو کر کے نماز کو دوبارہ پڑھ لیا اور دوسرے

نے ایسا نہ کیا اور دونوں نے حضور کی خدمت عالیہ میں یہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا جس نے دوبارہ نماز کو پڑھ لیا

ہے اس کو دو ہزار ثواب ملا اور دوسرے کی نماز بھی ہوگئی لیکن یہ ثواب نہ ملا۔ (برہان) جمعہ میں شک گزر جانے پر احتیاط

الظہر کے بے شمار دلائل ہیں گذشتہ صدی کے اوائل میں جمعہ کی بعض شرائط کے فقدان پر بعض علمائے پنجاب و سندھ نے

سقوط جمعہ کا فتویٰ دیا تو علمائے اہل سنت نے اُن کی تردید میں رسائل و کتب تالیف فرما کر یہی ثابت فرمایا کہ فرضیت جمعہ

کسی طریق سے ساقط نہیں ہو سکتی اگر بعض شرائط مستفود ہیں تو چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا ضروری ہے۔

## سنن بعد الجمعہ

حضور نبی پاک سے بعد الجمعہ دو اور چار رکعت ثابت ہیں۔

(۱) حدیث میں ہے کہ آپ جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھا کرتے تھے۔

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کے بعد چار رکعت ادا کیا

کرو۔

(۳) حضرت ابن عمر اور حضرت علی چھ رکعت کا حکم دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(۴) یعنی شرح بخاری میں ہے:



قال رسول الله ﷺ من كان منكم مصلياً بعد الجمعة فليصل أربعاً هذا حديث حسن صحيح -  
(طحاوی وغیرہ)

**ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو چار رکعات پڑھے۔

فی مسند سعد بن ابی عبد الرحمن اسلمی قال علمنا ابن مسعود ان نصلی بعد الجمعة أربعاً فلما قدم علينا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ علمنا ان نصلی مثلاً۔

**ترجمہ:** سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنن میں عبد الرحمن سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھایا کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں پھر جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شہر میں تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں سکھایا کہ ہم چار رکعت پڑھیں الخ۔

**فائدہ**

اس سے معلوم ہوا کہ چار پرزائد ہیں اور امر زائد مثبت پر ہوا کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

**المثبت مقدم لی النافی**

**ترجمہ:** مثبت نفی کرنے والے پر مقدم ہوا کرتا ہے۔

پس بعد جمعہ کے چار رکعت کا پڑھنا مختار ہوا اور یہ چار رکعت احتیاطی ملا کر دس رکعت ہوئیں چنانچہ کتب فقہ حنفیہ میں بھی ان کا ذکر ہے

انه یصلی بعد الجمعة عشر رکعات الخ۔ (در المختار)

**ترجمہ:** حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کے بعد دس رکعت پڑھے۔

**ازالہ وہم**

دور حاضرہ میں ہر اردو کی چند کتابیں پڑھنے والا مجتہد ہے اسی لئے جمعہ کے بعد کی رکعات کے لئے دو اور چار میں اختلاف کرتے ہیں حالانکہ مذکورہ روایات سے چار رکعات ثابت ہو رہی ہیں۔ دو رکعت سنت فعلی سے اور چار رکعات سنت قولی سے احناف کا تطبیق الروایات (مطابق روایات) پر احسن عمل ہے کہ قولی فعلی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

(الحمد لله على ذلك)

**سوال:** جب جمعہ فرض ہے تو شرائط کا چکر کیوں؟

**جواب:**

چونکہ یہ نماز جمعہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں اُسبِ مسلمہ کو اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے منسلک رہنے کی مصلحت ہے اسی لئے اس میں دواہم شرطیں ہیں۔

(۱) جمعہ میں خلیفہ اسلام (بادشاہ) یا اُس کا نائب۔

(۲) شہر میں ادا کرنا۔

پہلی شرط کے بارے میں **یعنی شرح بخاری** میں ہے کہ حضرت ابنِ منذر **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے فرمایا کہ سنت یہی ہے کہ جمعہ قائم کرنا سلطان کا حق ہے یا جس کو اُس نے قائم کیا ہو اگر یہ نہیں تو لوگ ظہر کی نماز پڑھیں۔

**وقال ابن المنذر مضت السنة بان الذی یقیم الجمعة سلطان ومن قام بها مره فاذا لم**

**یکن ذلك صلوا لظہر۔**

اور حبیب ابن ثابت امام اوزاعی و محمد بن مسلمہ و یحییٰ بن عمر مالکی **رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم** نے فرمایا کہ جمعہ بدوں خطبہ و امیر کے نہیں ہو سکتا اور ایک روایت امام مالک **رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ** سے ہے کہ اگر بدوں سلطان کوئی شخص آگے ہو کر نماز جمعہ پڑھائے تو جائز نہ ہوگی اور کبیری شرح منیہ میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان **رضی اللہ عنہ** کا محاصرہ کیا تو حضرت علی **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے حضرت عثمان **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** خلیفہ وقت سے اجازت لے کر جمعہ کی نماز پڑھائی۔

**وعلیٰ هذا كان السلف من الصحابة ومن بعدهم حتى ان علیاً رضی اللہ عنہ انما جمع ایام**

**محاصرة عثمان بالمره۔**

**ترجمہ:** اس پر سلف صحابہ اور اس کے بعد تابعین وغیرہ رہے ہیں حتیٰ کہ حضرت علی **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے حضرت عثمان **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے محاصرہ کے دنوں میں اُن کے حکم سے جمعہ پڑھایا تھا۔

**ملاحظہ**

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ جمعہ بدوں سلطان و نائب جائز نہ ہوگا ورنہ مسلمانوں کو نماز احتیاط ظہر پڑھنی ہوگی چنانچہ فتاویٰ عزیزی، جلد ۲، صفحہ ۳ میں ہے کہ جن ممالک اور جس جگہ جمیع شرائط سے جمعہ پڑھایا جائے تو وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں وہاں صرف جمعہ کے بعد چھ رکعت پیشیں پڑھنی چاہئیں۔ پہلے چار اور پھر دو اور جہاں کہیں شرائط جمعہ میں شک پڑ جائے تو وہاں بعد از دو رکعت نماز جمعہ دس رکعات ادا کی جائیں چنانچہ شامی و شرح نقایہ وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے جس کے حوالہ جات فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔

## شہر کی شرط:

جمعہ میں شہر کی شرط بھی اسی اجتماعیت کے پیش نظر ہے اور وہ بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے عملدرآمد سے ہے۔ اسی لئے ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں وہاں ظہر پڑھنی چاہیے ہاں اگر کہیں جمعہ قائم ہو چکا ہے اور لوگ مدت سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں تو ان کو جمعہ سے نہ روکا جائے جہاں ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور محلہ شہر مراد ہے۔ چنانچہ مجمع البحار و قاموس وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے کہ قریہ شہر کو یولا جاتا ہے چنانچہ فرمایا:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَيَّ وَجَلَّيْ مِنَ الْقُرَيَيْنِ عَظِيمٍ ۝

**ترجمہ:** اور بولے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔ (پارہ ۲۵، سورۃ الفرقان آیت ۳۱)



ای مکہ و طائف ذکرہ فی الکبریٰ و فتح القدیر

اور سورہ بقرہ میں ہے

**ترجمہ:** اس بستی میں۔ (پارہ ۱۱، سورہ البقرہ آیت ۵۸)

یہاں بیت المقدس

مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ

**ترجمہ:** جو گزر ایک بستی پر اور وہ ڈھنسی پڑھی تھی۔ (پارہ ۱۲، سورہ البقرہ آیت ۲۵۹)

یہاں شہر لیلیا مراد ہے بلکہ اکثر مقامات پر ”قریہ“ کا اطلاق شہر پر آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے دیہات میں جمعہ بالکل جائز نہیں بڑے دیہات جو شرح وقایہ کی تعریف میں شہر کہھے جاتے ہیں ایک قول پر جمعہ جائز ہے جہاں جمعہ کی شرائط کا شک ہو۔ وہاں سمجھدار حضرات احتیاط الظہر پڑھیں لیکن عوام کو نہ فرمائیں۔ غیر مقلدین وہابی دیہات چھوٹے گاؤں میں جمعہ کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ از بعد وصال آقائے نامدار حبیب کبریہ ﷺ جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھا دیا کرتے تھے۔

**جواب:** بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایسا کرنا ان کا اپنا اجتہاد تھا جو کہ بمقابلہ حدیث مرفوعہ کے قابل اعتبار نہیں



ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی ہستی یا جگہ میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ کسی کو حکم دیا ہے بلکہ آپ نے عرفات ایام حجۃ الوداع میں باوجودیکہ آپ کے پاس کئی ہزار صحابہ موجود تھے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا اور نہ ہی آپ نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھا یا باوجودیکہ فرضیہ جمعہ کا علم آپ کو ہو چکا تھا اور مدینہ منورہ والے بادشاہ حضور ﷺ کو سمجھ کر جمعہ ادا کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں اس لئے جمعہ نہ پڑھا کہ وہاں ابھی شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعار اسلامیہ سے ہے جن کا اعلانیہ ادا کرنا لازمی تھا اسی لئے آپ مکہ معظمہ میں ادا نہ کر سکے۔ جمعہ اگر اور نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ و شوکت سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ (دار قطنی)

تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہجرت فرما گئے تھے اور وہ عرصہ قریب چھ سال سے زائد ہے سوائے جمعہ کے تمام احکام جو ان کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ ان کو جمعہ کی فرضیت کا علم پہلے سے ہی ہو چکا تھا۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر نے احسن القرئ فی الجمعة فی القرئ میں لکھی ہے۔

هذا آخر ما سطره الساطر

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاولپور۔ پاکستان

۲۳ جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء بعد صلوٰۃ العشاء